ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت میں اسلوبیاتی ساخت کا تحقیقی مطالعہ

A STYLISTIC STRUCTURAL ANALYSIS OF AWARD-WINNING PAKISTANI SEERAT BOOKS

زبیر احمد

پی ایچ ڈی اسکالر (اُردو)، مائی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد مسعود الحسن بدر

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو (ایڈجنک فیکلٹی)، مائی یونی ورسٹی اسلام آباد

Abstract

This research article presents a stylistic analysis of the stylistic structure of award-winning Pakistani Seerat literature from 1981 to the present. The primary objective of the study is to examine the linguistic, intellectual, narrative, and aesthetic dimensions of selected Seerat writings and to trace their stylistic evolution across different periods. The study is based on selected excerpts drawn from representative works of prominent Pakistani scholars, which serve as primary textual data for stylistic investigation. The analysis is conducted within a comprehensive theoretical framework of stylistic structure, encompassing lexical, semantic, phonological, morphological, syntactic, narrative, symbolic, and ideological dimensions. The findings reveal that devotional and reverential discourse remains the dominant stylistic feature in Seerat writing; however, a gradual shift toward analytical, research-oriented, and interdisciplinary approaches is also evident over time. Earlier texts are largely characterized by emotive, rhetorical, and traditional narrative styles, whereas more recent works demonstrate an increasing tendency toward academic, critical, and scientific discourse.

Furthermore, the study highlights that the extensive use of imagery and metaphorical language plays a significant role in enriching both the aesthetic and semantic depth of Seerat literature. The research concludes that award-winning Pakistani Seerat literature represents not a static tradition but a dynamic and evolving system of stylistic structure that integrates spiritual devotion with intellectual inquiry. This study provides a structured and comparative stylistic framework that may serve as a reference for future research in Seerat studies and Urdu stylistics.

Keywords

Stylistic structure, Seerat literature, Pakistani Seerat writing, stylistic analysis, lexical features, narrative style, semantic analysis, discourse analysis, Islamic literature, comparative stylistics, rhetorical style, interdisciplinary study

سیرت نگاری اردو ادب کی ایک اہم اور باوقار روایت ہے جس نے علمی، فکری اور ادبی سطح پر مسلسل ارتقا پایا ہے۔ برصغیر میں سیرتِ نبوی ﷺ پر لکھی جانے والی کتب نے نہ صرف مذہبی اور تاریخی شعور کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا بلکہ اردو نثر کے فکری اور اسلوبی ارتقا میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ خصوصاً پاکستانی سیرت نگاری نے اپنے تحقیقی تنوع، فکری گہرائی اور بیانی اسلوب کے اعتبار سے ایک منفرد شناخت قائم کی ہے۔ اس روایت میں بعض ایسی کتب سامنے آئیں جنہیں اپنے علمی معیار، تحقیقی وقار اور فنی خصوصیات کی بنا پر قومی سطح پر پذیرائی حاصل ہوئی اور انہیں مختلف ادبی و تحقیقی اعزازات سے نوازا گیا۔ یہ انعام یافتہ کتب اپنے موضوعی حسن کے ساتھ ساتھ اپنی اسلوبیاتی ساخت کے اعتبار سے بھی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ ادبی متون کی تفہیم میں اسلوبیات کو ایک معتبر اور معروضی تحقیقی منہج کی حیثیت حاصل ہے۔ مرزا خلیل احمد بیگ اس تصور کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"اسلوبیات دراصل ادب کے لسانیاتی مطالعے اور تجزیے کا دوسرا نام ہے۔"[(i)]

اسلوبیات متن کی لسانی تشکیل، لفظی ترتیب، نحوی ساخت، صوتی آہنگ اور معنوی تنظیم کے مطالعے کے ذریعے اس فنی نظام کو واضح کرتی ہے جس کے ذریعے مصنف اپنے افکار کو مؤثر صورت میں پیش کرتا ہے۔ اسلوبیاتی مطالعہ محض لفظی خوبیوں کی نشاندہی نہیں کرتا بلکہ متن کی داخلی ساخت، فکری انسجام اور اظہار کی تنظیم کو بھی منکشف کرتا ہے۔ اسی تناظر میں اسلوبیاتی ساخت ایک ایسی اصطلاح کے طور پر سامنے آتی ہے جو متن کے ان لسانی اور بیانی اجزا کے باہمی ربط کو واضح کرتی ہے جن کے امتزاج سے ایک مخصوص اسلوب تشکیل پاتا ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی مفہوم کو کھولتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ادب کا مطالعہ دراصل اسلوب کا مطالعہ ہے۔"[(ii)]

پاکستانی انعام یافتہ کتبِ سیرت کے حوالے سے اگرچہ موضوعاتی، تاریخی اور فکری جہات پر متعدد مطالعات موجود ہیں، تاہم ان کی اسلوبیاتی ساخت کے تحقیقی تجزیے پر نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے۔ یہ صورت حال اس امر کی متقاضی ہے کہ ان کتب کا اسلوبیاتی زاویے سے منظم اور تحقیقی مطالعہ کیا جائے تاکہ ان کے امتیازی لسانی و بیانی اوصاف کو واضح کیا جا سکے۔ اس نوع کے مطالعے سے نہ صرف پاکستانی سیرت نگاری کے فنی محاسن سامنے آئیں گے بلکہ اردو سیرت نگاری کی اسلوبی روایت کے ارتقائی رجحانات کو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔ سید عابد علی عابد اسلوبی مباحث کو یوں واضح کرتے ہیں:

"ادبی اسلوب وہ طریق کار ہے جس سے فنکار دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔"[(iii)]

"انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت میں اسلوبیاتی ساخت کا تحقیقی مطالعہ" اسی ضرورت کے پیشِ نظر مرتب کیا گیا ہے۔ کہ اس تحقیق میں منتخب انعام یافتہ کتبِ سیرت کا لفظیاتی، معنیاتی، صوتیاتی، صرفی و نحوی اور بیانی سطح پر تجزیہ کیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ان کتب کی اسلوبیاتی ساخت کن عناصر سے تشکیل پاتی ہے اور یہی عناصر ان کی فنی انفرادیت اور علمی امتیاز میں کس حد تک مؤثر ہیں۔ یہ مطالعہ پاکستانی سیرت نگاری کے اسلوبیاتی سرمایہ کو منظم علمی تناظر میں سمجھنے کی ایک سنجیدہ کوشش ہے۔

ہر تحقیقی مطالعے کی بنیاد ایک واضح مسئلۂ تحقیق پر قائم ہوتی ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ زیرِ غور موضوع میں کون سا علمی خلا موجود ہے اور اسے کس زاویے سے پُر کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستانی سیرت نگاری کے حوالے سے اگرچہ مختلف جہات، مثلاً تاریخی، فکری، اصلاحی اور موضوعاتی پہلوؤں پر خاصا کام ہوا ہے، تاہم انعام یافتہ کتبِ سیرت کی اسلوبیاتی ساخت کے منظم اور تجزیاتی مطالعے پر نسبتاً کم توجہ دی گئی ہے۔

اس تناظر میں بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت میں ایسا کون سا لسانی اور بیانی نظام کارفرما ہے جو انہیں دیگر تحریروں سے ممتاز بناتا ہے۔ کیا ان کتب کی کامیابی صرف موضوع کی اہمیت اور مواد کی وسعت کا نتیجہ ہے، یا ان کی اسلوبیاتی ساخت بھی ان کے امتیاز میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے؟ مزید یہ کہ ان متون میں لفظیات، نحوی ترتیب، صوتی آہنگ اور معنوی تنظیم کس انداز سے ایک

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مربوط اسلوب تشکیل دیتی ہے۔ ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ آیا ان کتب میں اسلوبیاتی ساخت کا کوئی مشترک نمونہ پایا جاتا ہے یا ہر مصنف کا اسلوب اپنی جداگانہ لسانی شناخت رکھتا ہے۔ پروفیسر گوپی چند نارنگ اس نظریے کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلوبیات وضاحتی لسانیات (Descriptive linguistics) کی وہ شاخ ہے جو ادبی اظہار کی ماہیت، عوامل اور خصائص سے بحث کرتی ہے۔"(iv)

اسی طرح یہ سوال بھی اہم ہے کہ ان اسلوبیاتی خصوصیات کو کس حد تک معروضی تجزیے کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے، اور کیا ان کا تعلق کسی مخصوص ادبی یا فکری رجحان سے بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کی اسلوبیاتی ساخت کا ایسا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے جو ان کے لسانی، بیانی اور فکری نظام کو منظم انداز میں واضح کرے اور اردو سیرت نگاری میں ان کے اسلوبیاتی مقام و حیثیت کو متعین کرے۔

اس تحقیقی مطالعے کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کی اسلوبیاتی ساخت کو منظم، معروضی اور تجزیاتی انداز میں واضح کیا جائے اور ان کے لسانی و بیانی نظام کو علمی بنیادوں پر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ اس تصور کی تشریح یوں کرتے ہیں:

"اسلوبیات اسلوب کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔"(v)

اس تحقیق کا پہلا مقصد یہ ہے کہ ان منتخب کتب میں اسلوبیاتی ساخت کے بنیادی عناصر کو متعین کیا جائے، جن میں لفظیات، معنیات، صوتیات اور صرفی و نحوی ساخت شامل ہیں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان کتب کے اسلوبیاتی طریقِ اظہار کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ دیکھا جائے کہ مصنفین نے سیرتِ نبوی ﷺ کے موضوع کو کس لسانی اور بیانی حکمتِ عملی کے ذریعے پیش کیا ہے اور ان کے اسلوب میں کون سے مشترک اور منفرد رجحانات پائے جاتے ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی مفہوم کو کھولتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اسلوبیات کا زیادہ تر تعلق زبان شناسی سے ہے۔"(vi)

تیسرا مقصد یہ ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت میں اسلوبیاتی ساخت کے ان عناصر کی نشاندہی کی جائے جو ان کے ادبی معیار، تحقیقی وقار اور فکری تاثیر میں اضافہ کرتے ہیں اور انہیں دیگر سیرت نگاری سے ممتاز بناتے ہیں۔ چوتھا مقصد یہ ہے کہ منتخب کتب کے درمیان ایک تقابلی اسلوبیاتی جائزہ پیش کیا جائے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ مختلف مصنفین کے اسلوب میں کن بنیادوں پر مماثلت اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اسلوبی جہت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلوب کسی مصنف کی زبان، اندازِ بیان، جملوں کی ساخت، الفاظ کے انتخاب اور اس کے مخصوص طریقہ اظہار کا مجموعہ ہے۔"(vii)

پانچواں مقصد یہ ہے کہ اردو سیرت نگاری میں اسلوبیاتی ساخت کے مطالعے کی افادیت اور حدود کو متعین کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ یہ منہج آئندہ تحقیقی مطالعات کے لیے کس حد تک رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔ آخر میں اس تحقیق کا مجموعی مقصد یہ ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری کے اسلوبیاتی پہلوؤں کو ایک منظم علمی فریم ورک کے تحت پیش کیا جائے تاکہ اردو تنقید میں اسلوبیاتی مطالعے کے دائرہ کار کو مزید وسعت دی جا سکے۔

اس تحقیقی مطالعے کی سمت اور تجزیاتی دائرہ کار کو متعین کرنے کے لیے درج ذیل بنیادی سوالات وضع کیے گئے ہیں، جن کے ذریعے انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کی اسلوبیاتی ساخت کو منظم انداز میں سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

پہلا سوال یہ ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کی اسلوبیاتی ساخت کن بنیادی لسانی اور بیانی عناصر پر قائم ہے، اور یہ عناصر کس طرح ایک مربوط اسلوب کی تشکیل کرتے ہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ان منتخب کتب میں لفظیاتی، صوتیاتی اور نحوی سطح پر کون سے نمایاں اسلوبیاتی رجحانات پائے جاتے ہیں جو ان کے اسلوب

کو دیگر غیر انعام یافتہ تحریروں سے ممتاز بناتے ہیں؟ نحو ان اصولوں کا مطالعہ ہے جن کے مطابق تراکیب ترتیب دی جاتی ہیں۔ڈاکٹر اقتدار حسین خاں اسلوبی ساخت کی توضیح کرتے ہیں:

"یہ ان اصولوں کا مطالعہ ہے جن کے مطابق ہم مختلف تراکیب کو زیادہ بڑی تراکیب میں ترتیب دیتے ہیں۔یہ بڑی تراکیب دو الفاظ سے لے کر پورے جملے تک ہو سکتی ہیں۔"(viii)

تیسرا سوال یہ ہے کہ ان کتب میں معنیاتی ساخت کس انداز سے تشکیل پاتی ہے اور سیرت کے فکری و بیانی مضامین کو کس لسانی حکمتِ عملی کے تحت پیش کیا گیا ہے؟معنویت زبان کی جان ہے۔ڈاکٹر سہیل بخاری معنوی پرتوں کو واضح کرتے ہیں:

"لفظ ہی زبان ہے کیونکہ معنویت جو زبان کی جان اور پہچان ہے لفظ سے شروع اور لفظ پر ہی ختم ہوتی ہے۔"(ix)

چوتھا سوال یہ ہے کہ مختلف انعام یافتہ سیرت نگاروں کے اسلوب میں کن بنیادوں پر مماثلت اور اختلاف پایا جاتا ہے،اور یہ اختلاف یا مماثلت ان کی اسلوبیاتی ساخت پر کس حد تک اثر انداز ہوتی ہے؟

پانچواں سوال یہ ہے کہ کیا ان کتب کی اسلوبیاتی ساخت ان کی ادبی و علمی کامیابی اور انعام یافتہ ہونے میں کوئی بنیادی کردار ادا کرتی ہے یا یہ محض موضوع اور مواد کی اہمیت کا نتیجہ ہے؟

آخر میں یہ سوال بھی اہم ہے کہ اسلوبیاتی ساخت کے مطالعے کے ذریعے اردو سیرت نگاری کے مجموعی اسلوبیاتی رجحانات کو کس حد تک واضح کیا جا سکتا ہے اور یہ منہج آئندہ تحقیقی مطالعات کے لیے کس نوعیت کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

یہ تحقیقی مطالعہ مخصوص علمی، زمانی اور موضوعاتی حدود کے اندر رہتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ تحقیق کا دائرہ واضح، منظم اور قابلِ عمل رہے۔سب سے پہلے اس تحقیق کا موضوعاتی دائرہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت تک محدود رکھا گیا ہے۔اس میں صرف وہی کتب شامل کی گئی ہیں جنہیں ادبی، علمی، تحقیقی اور قومی سطح پر حکومت کی طرف سے انعام حاصل ہوا ہے۔دیگر غیر انعام یافتہ سیرت نگاری کو اس مطالعے میں شامل نہیں کیا گیا۔دوسرا یہ کہ اس تحقیق کا بنیادی مقصد ان کتب کی اسلوبیاتی ساخت پر رکھا گیا ہے۔اس لیے تاریخی واقعات، سوانحی تفصیلات یا محض موضوعاتی مباحث کو مرکزی تجزیے کا حصہ نہیں بنایا گیا، سوائے اس حد تک کہ وہ اسلوبیاتی تجزیے میں معاون ثابت ہوں۔تیسرا یہ کہ اس مطالعے میں صرف منتخب نمونہ جاتی (selected sample) کتب کو شامل کیا گیا ہے تاکہ تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ ممکن ہو سکے۔

اس کا مقصد پورے ذخیرۂ سیرت نگاری کا احاطہ کرنا نہیں بلکہ نمائندہ کتب کے ذریعے عمومی رجحانات کو واضح کرنا ہے۔چوتھا یہ کہ تحقیق کا زمانی دائرہ جدید پاکستانی سیرت نگاری تک محدود ہے، تاکہ معاصر ادبی و تنقیدی رجحانات کی روشنی میں اسلوبیاتی ساخت کا تجزیہ کیا جا سکے۔آخر میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ مطالعہ خالصتاً لسانی و اسلوبیاتی تجزیے پر مبنی ہے،اس لیے اس میں ذاتی آراء، غیر تحقیقی قیاسات یا غیر مستند عمومی بیانات کو شامل نہیں کیا گیا۔

اس تحقیقی مطالعے کی نظریاتی بنیاد اسلوبیات (Stylistics) اور اس سے متعلق لسانی و تنقیدی تصورات پر قائم ہے، جن کا مقصد ادبی متن کی داخلی ساخت، لسانی تنظیم اور بیانی نظام کو معروضی انداز میں سمجھنا ہے۔اسلوبیات بنیادی طور پر اس امر کا مطالعہ کرتی ہے کہ کسی متن میں معنی کس طرح زبان کی ساخت، لفظی انتخاب، نحوی ترتیب اور صوتی آہنگ کے ذریعے تشکیل پاتے ہیں۔ڈاکٹر رفعت اختر خاں رقمطراز ہیں:

"ادب میں اسلوبیات کی اصطلاح کا موجد چارلس بیلے (فرانس) ہے اسلوبیات کا بنیادی تعلق جدید لسانیات سے رہا ہے۔"(x)

اس تحقیق میں اسلوبیاتی ساخت کو ایک ایسے تجزیاتی فریم ورک کے طور پر برتا گیا ہے جو متن کے مختلف لسانی طبقات، لفظیات، معنیات، صوتیات، اور صرفی و نحوی ساخت کے باہمی ربط کو واضح کرتا ہے۔ اس تصور کے مطابق کسی بھی ادبی متن کی قدر و اہمیت محض اس کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

موضوع تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے اظہار کی لسانی کیفیت اور اسلوبیاتی تنظیم بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ استدلالی انداز میں لکھتے ہیں:

"روسی ہیت پسندوں اور پراگ اسکول کے ماہرین لسانیات نے ادب کے معروضی مطالعے کی بنیاد ڈالی تھی۔"(xi)

اردو تنقید میں اسلوبیات اور ساختیات کے باہمی ربط کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس حوالے سے گوپی چند نارنگ کی تنقیدی خدمات نمایاں ہیں جنہوں نے اسلوبیات کو محض توضیحی طریقۂ کار کے بجائے ایک تجزیاتی منہج کے طور پر پیش کیا اور اسے ساختیاتی فکر کے ساتھ مربوط کر کے اردو تنقید میں ایک نئی جہت پیدا کی۔ ڈاکٹر سلیم اختر عصری تناظر میں وضاحت کرتے ہیں:

"اسلوبیات ایک نیا تنقیدی دبستان ہے۔"(xii)

اسی طرح مسعود حسین خان کی لسانی تحقیق نے اردو متن کے صوتی اور نحوی پہلوؤں کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ساختیات کے بنیادی تصورات کی روشنی میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ زبان میں معنی کسی لفظ میں مستقل طور پر موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ علامات کے باہمی تعلق اور ساختی نظام کے ذریعے پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سرور ساجد اسلوبی تنوع کی طرف متوجہ کرتے ہیں:

"اسلوبیات درحقیقت تنقید کی کوئی بہت پرانی اصطلاح نہیں ہے بطور اصطلاح اس کا رواج بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں ہوا۔"(xiii)

اس نظریے کی بنیاد Ferdinand de Saussure کے لسانی تصورات پر رکھی جاتی ہے، جنہوں نے زبان کو ایک مربوط نظام کے طور پر سمجھنے کی کوشش کی۔ اسی تناظر میں ساختیاتی مفکرین جیسے Claude Levi-Strauss نے انسانی ثقافت اور علامتی نظاموں کے مطالعے میں ساختیاتی اصولوں کو وسعت دی۔

اس تحقیقی مطالعے میں اسلوبیاتی ساخت کو ساختیات سے الگ ایک مکمل نظریہ نہیں بلکہ اس کے عملی اور تجزیاتی اطلاق کے طور پر دیکھا گیا ہے، جس میں متن کے اندرونی لسانی نظام کو بنیاد بنا کر اسلوب کی تشکیل اور اس کے اثرات کو واضح کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ تحقیق اسلوبیات کو ایک مربوط، معروضی اور تجزیاتی منہج کے طور پر پیش کرتی ہے جو ادبی متن کی گہرائی اور اس کی فنی ساخت کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

اسلوبیات جدید تنقیدی مطالعات کی ایک اہم اور نسبتاً منظم شاخ ہے جو کسی بھی متنی اظہار کے لسانی، فکری اور جمالیاتی پہلوؤں کو ایک مربوط علمی نظام کے تحت سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کے بنیادی دائرۂ کار میں یہ بات شامل ہے کہ متن محض الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ یہ مصنف کے فکری رجحان، لسانی انتخاب، اظہار کے طریقہ کار اور اس کی تہذیبی و ثقافتی وابستگیوں کا مظہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلوبیاتی مطالعہ کسی بھی متن کے ظاہری لسانی ڈھانچے سے آگے بڑھ کر اس کے باطن میں موجود فکری نظام اور معنوی تہ داری کو آشکار کرتا ہے۔ سیرت نگاری کے تناظر میں اس علم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہاں متن صرف تاریخی واقعات کی روایت نہیں بلکہ عقیدت، فکر، اصلاح اور تہذیبی شعور کا ایسا امتزاج ہوتا ہے جس میں زبان ایک تقدیسی اور تاثراتی کردار ادا کرتی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اسلوبی ارتقا کو یوں پیش کرتے ہیں:

"اس دور کی کتابوں کا انداز بیان زیادہ شگفتہ اور سلیس ہے۔"(xiv)

اس تحقیق میں انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے اسلوبیاتی مطالعے کے لیے ایک جامع نظریاتی فریم ورک اختیار کیا گیا ہے جو متنی شواہد، لسانی تجزیے اور تقابلی اسلوبیاتی اصولوں کے امتزاج پر مبنی ہے۔ اس فریم ورک کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مختلف ادوار میں لکھی جانے والی سیرت نگاری کے اسالیب کا ایسا تجزیہ پیش کیا جائے جو نہ صرف ان کی داخلی ساخت کو واضح کرے بلکہ ان کے فکری ارتقا اور بیانی تبدیلیوں کو بھی سامنے لائے۔ اس طرح یہ فریم ورک محض ایک تجریدی نظریہ نہیں رہتا بلکہ عملی متن کے ساتھ براہِ راست جڑ کر ایک تحقیقی آلہ کار (Analytical Tool) کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

ڈاکٹر تبسم کاشمیری تازہ فکری جہات کو نمایاں کرتے ہیں:

"اردو میں جدید تحقیق کی روایت تقریباً ڈیڑھ صدی پرانی ہے۔"(xv)

اس نظریاتی ڈھانچے میں سب سے پہلی سطح لفظیاتی ساخت کی ہے، جہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مصنفین نے اپنے اظہار کے لیے کس نوع کے الفاظ، تراکیب اور اصطلاحات کا انتخاب کیا ہے۔ پاکستانی سیرت نگاری میں تقدیسی اور تعظیمی الفاظ کا استعمال ایک نمایاں رجحان کے طور پر سامنے آتا ہے، جو نہ صرف لسانی انتخاب کی عکاسی کرتا ہے بلکہ فکری وابستگی اور عقیدتی مزاج کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اسی سطح پر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ عربی، فارسی اور جدید اردو اصطلاحات کس تناسب سے استعمال ہوئی ہیں اور ان کے باہمی امتزاج نے متن کے لسانی مزاج کو کس طرح تشکیل دیا ہے۔ لسانیات کا تعلق معنی سے ہے۔ مسعود حسین خاں لسانی ساخت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لسانیات کا تعلق معنی سے ہے اور معنی کا مطالعہ لسانیات کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔"(xvi)

اس کے بعد معنیاتی ساخت کا مرحلہ آتا ہے، جس میں متن کے اندر موجود فکری اور معنوی جہات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس سطح پر یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ سیرت نگاری کس طرح محض واقعاتی بیان سے آگے بڑھ کر اخلاقی، اصلاحی، دعوتی اور تہذیبی معانی کو اپنے اندر سمو لیتی ہے۔ اس طرح متن ایک سطحی تاریخی روایت کے بجائے ایک گہرا فکری نظام بن جاتا ہے جو قاری کے ذہن اور شعور دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ رؤف پاریکھ معنوی سطح پر وضاحت کرتے ہیں:

"معنویات لسانیات کی شاخ ہے اور لفظوں کے معنی اور ان کے باہمی تعلق کا مطالعہ معنویات کا کام ہے
۔"(xvii)

صوتیاتی ساخت کے تجزیے میں متن کے آہنگ، روانی اور صوتی ہم آہنگی کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ اگرچہ سیرت نگاری نثری صنف ہے، تاہم اس میں جملوں کی تکرار، تراکیب کی ہم آہنگی اور مخصوص الفاظ کے استعمال سے ایک داخلی موسیقیت پیدا ہوتی ہے جو متن کے تاثراتی پہلو کو مضبوط کرتی ہے۔ یہی صوتی نظام متن کو خشک بیانیے سے نکال کر ایک جمالیاتی تجربہ بنا دیتا ہے۔ صوتیات ہر صوت کا مفصل بیان پیش کرتی ہے۔ پروفیسر گیان چند جین صوتیاتی سطح پر وضاحت کرتے ہیں:

"صوتیات کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر صوت کا صحیح ترین اور مفصل ترین بیان پیش کی جائے۔"(xviii)

اسی طرح صرفی و نحوی ساخت کے مطالعے میں جملوں کی تشکیل، ان کی طوالت، ترکیب اور نحوی ترتیب کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس سطح پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بعض مصنفین طویل، توضیحی اور مرکب جملوں کے ذریعے فکری گہرائی پیدا کرتے ہیں، جبکہ بعض سادہ اور مختصر جملوں کے ذریعے براہِ راست اور مؤثر اظہار کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ فرق دراصل مصنفین کے اسلوبی رجحان اور فکری مزاج کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

بیانی اسلوبی ساخت اس فریم ورک کا ایک اور اہم جز ہے جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ متن اپنے مواد کو کس انداز میں پیش کرتا ہے۔ سیرت نگاری میں قصصی، خطابی، توضیحی، استدلالی اور تجزیاتی اسالیب کا امتزاج ایک عمومی رجحان کے طور پر موجود ہے۔ ہر مصنف اپنے موضوع اور مقصد کے مطابق ان اسالیب میں سے کسی ایک کو مرکزی یا ضمنی حیثیت دیتا ہے، جس سے متن کی مجموعی اسلوبی شناخت تشکیل پاتی ہے۔

علامتی اور استعاراتی ساخت کے مطالعے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ سیرت نگاری میں کون سی علامتیں اور استعارات بار بار استعمال ہو رہے ہیں اور وہ کس طرح فکری مفاہیم کو وسعت دیتے ہیں۔ نور، شمع، ہدایت، انقلاب، سفر اور روشنی جیسے تصورات نہ صرف ادبی حسن پیدا کرتے ہیں بلکہ متن کے معنوی افق کو بھی وسیع کرتے ہیں، جس سے سیرت نگاری محض تاریخی بیان کے بجائے ایک علامتی فکری نظام میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کسی شے کی خصوصیات کو دوسری شے سے منسوب کرنا استعارہ ہے پروفیسر انور جمال اس کی وضاحت کرتے ہیں:

"کسی شے کے لوازمات اور خصوصیات کو کسی دوسری شے منسوب کرنا استعارہ ہے۔"(xix)

فکری اور موضوعاتی ساخت اس فریم ورک کا وہ پہلو ہے جس میں متن کے بنیادی موضوعات اور فکری رجحانات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس سطح پر

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ دیکھا جاتا ہے کہ سیرت نگاری میں دعوت و تبلیغ، اخلاقی تربیت، معاشرتی اصلاح، انسانی حقوق، ریاستی نظم، سفارت کاری اور معاشی اصول جیسے موضوعات کو کس طرح پیش کیا گیا ہے اور وہ کس فکری زاویے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سلطانہ بخش تاریخی تسلسل کو واضح کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"قدیم تحقیقات کو خواہ وہ علم کی کسی شاخ سے تعلق رکھتی ہوں، نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔"(xx)

آخر میں تقابلی اسلوبیاتی زاویہ اس پورے فریم ورک کو ایک جامع تحقیقی جہت فراہم کرتا ہے، کیونکہ یہ مطالعہ مختلف ادوار پر مشتمل ہے۔ اس زاویے کے ذریعے مختلف زمانی مراحل میں اسلوبی تبدیلیوں، لسانی ارتقا اور فکری تنوع کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر دیکھا جاتا ہے، جس سے پاکستانی سیرت نگاری کی مجموعی اسلوبی تاریخ واضح ہو جاتی ہے۔

انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے منتخب اقتباسات کا اسلوبیاتی تجزیہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ان متون کی ساخت محض لسانی اظہار نہیں بلکہ ایک مربوط فکری، جذباتی اور بیانیاتی نظام کی حامل ہے۔ ان متون میں اسلوبیاتی عناصر ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ باہمی طور پر مربوط ہو کر ایک ایسی متنی فضا تشکیل دیتے ہیں جس میں لفظ، معنی، بیان اور تاثر ایک وحدت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وحدت ان کتبِ سیرت کو محض تاریخی بیانیے سے نکال کر ایک فکری و ادبی تشکیل میں تبدیل کر دیتی ہے۔ نبیلہ ازہر اس کی توضیح پیش کرتی ہیں:

"اسلوب کی بنیاد الفاظ پر ہے اور الفاظ کا حسن انتخاب اور حسن استعمال بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔"(xxi)

لفظیاتی سطح پر ان اقتباسات میں سب سے نمایاں خصوصیت تقدیسی اور تعظیمی الفاظ کا کثرت سے استعمال ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے اختیار کی جانے والی تراکیب جیسے رحمت اللعالمین، محسنِ انسانیت، سرورِ کائنات اور نورِ مجسم نہ صرف عقیدت کے اظہار کا ذریعہ ہیں بلکہ یہ اسلوبیاتی طور پر متن کی معنوی سمت کو بھی متعین کرتی ہیں۔ الفاظ کے انتخاب کا بھرپور سلیقہ بہت کم نثر نگاروں کو نصیب ہوا۔ ڈاکٹر عقیلہ جاوید اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

"الفاظ کے انتخاب کا بھرپور سلیقہ اردو کے بہت کم شاعروں اور نثر نگاروں کو نصیب ہوا۔"(xxii)

یہ لفظیات ایک ایسی لسانی فضا پیدا کرتی ہیں جس میں سیرت نگاری محض اطلاع نہیں رہتی بلکہ ایک تقدیسی تجربہ بن جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض متون میں جدید اصطلاحات اور سادہ بیانیے کا استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری میں کلاسیکی اور جدید اسالیب کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سہیل احمد خان واضح کرتے ہیں:

"شاعر یا نثر نگار اظہار خیال کے لئے جو لفظ چنتا ہے وہی اس کی لفظیات قرار پاتے ہیں۔ اسلوب کے تنوع میں لفظیات کا بڑا حصہ ہے۔"(xxiii)

معنیاتی سطح پر ان اقتباسات میں ایک واضح اسلوبی رجحان یہ نظر آتا ہے کہ ایک ہی بیان میں تاریخی واقعہ، اخلاقی نتیجہ اور فکری پیغام بیک وقت موجود ہوتا ہے۔ مثلاً غزوات، ہجرت، سفارتی روابط اور معاشرتی اصلاحات کے بیانات محض واقعاتی نہیں بلکہ ان کے اندر ایک گہرا اصلاحی اور دعوتی مفہوم بھی شامل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیرت نگاری کا معنیاتی نظام کثیر الجہات ہے۔ جو قاری کو محض معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ اس کے فکری شعور کو بھی متحرک کرتا ہے۔ لغوی سطح پر مترادفات کے درمیان انتخاب اسلوبیاتی انتخاب ہے۔ علی رفاد فتیحی اسلوبیاتی طور پر بیان کرتے ہیں:

"لغوی سطح پر تو اسلوبیاتی انتخاب کے بہت سارے نمونے مل جاتے ہیں ہر زبان میں مترادفات (SYNONYMS) کی ایک بڑی تعداد ہوتی ہے۔ ان کے درمیان انتخاب ہی در اصل لغوی اسلوبیاتی انتخاب ہے۔"(xxiv)

صوتیاتی سطح پر اگرچہ یہ متون شعری ساخت نہیں رکھتے، تاہم ان میں جملوں کی تکرار، ہم آہنگ تراکیب اور مخصوص مذہبی وعقیدتی الفاظ کے بار بار استعمال سے ایک داخلی آہنگ پیدا ہوتا ہے۔ یہ آہنگ متن کو ایک نرم، رواں اور اثر انگیز صوتی کیفیت عطا کرتا ہے، جو قاری کے ذہنی تاثر کو گہرا کرتا ہے۔ ہر زبان کا ایک صوتی نظام ہوتا ہے۔ پروفیسر مسعود حسین صوتیاتی پہلو اجاگر کرتے ہیں:

"ہر زبان کا ایک صوتی نظام ہوتا ہے جس کے ارتقا کی نشاندہی تاریخی لسانیات کے ذریعہ کی جاتی ہے۔"(xxv)

اس صوتیاتی ہم آہنگی کے ذریعے متن میں ایک غیر شعوری موسیقیت پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے تاثراتی پہلو کو مضبوط کرتی ہے۔ لفظوں کے داخلی وخارجی آہنگ لسانی آہنگ میں شامل ہیں ڈاکٹر شہناز انجم لسانی جہات واضح کرتی ہیں:

"لفظوں کے داخلی وخارجی دونوں ہی آہنگ دراصل لسانی آہنگ کے زمرے میں شامل ہیں۔"(xxvi)

صرفی ونحوی سطح پر ان اقتباسات میں طویل، مرکب اور توضیحی جملوں کا استعمال نمایاں ہے، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مصنفین تفصیلی فکری اظہار کو ترجیح دیتے ہیں۔ ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط نحوی ساخت کا جائزہ لیتے ہیں:

"نحویات میں جملے کے اجزائے متصلہ یعنی جملے میں استعمال ہونے والے اجزائے کلام (اسم، ضمیر، صفت، فعل، متعلق فعل، امدادی فعل، حروف جار وعطف، اور اوقاف واعراب) کے باہمی انسلاک و انفصال سے ترتیب پانے والے معنیاتی نظام پر غور کیا جاتا ہے۔"xxvii

جملوں کی ساخت میں کہیں کہیں سادہ اور براہِ راست اسلوب بھی نظر آتا ہے، خاص طور پر ان مقامات پر جہاں دعوتی یا خطابی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس نحوی تنوع سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سیرت نگاری کا اسلوب جامد نہیں بلکہ موقع و محل کے مطابق اپنی ساخت بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ صرفیات اور نحویات میں اسم اور فعل کی مرکزیت اہم ہے پروفیسر گوپی چند نارنگ صرفی تشکیل واضح کرتے ہیں:

"صرفیات اور نحویات میں یوں تو ہر اس چیز کی اہمیت ہے جس سے صاحب تخلیق کا اختصاص ثابت ہو لیکن اسم اور فعل کی مرکزیت سے شاید ہی کسی کو انکار ہو۔"(xxviii)

بیانی سطح پر ان متون میں قصصی، خطابی اور توضیحی اسالیب کا امتزاج واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ بعض مقامات پر واقعات کو کہانیاتی تسلسل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری خود کو اس تاریخی فضا کا حصہ محسوس کرتا ہے۔ بعض مقامات پر خطیبانہ انداز اختیار کیا گیا ہے جو قاری کو براہِ راست مخاطب کرتا ہے، جبکہ بعض مقامات پر تجزیاتی اور استدلالی انداز غالب ہے جو فکری رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ بیانی تنوع اس بات کی علامت ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری ایک یکساں اسلوب نہیں رکھتی بلکہ یہ مختلف بیانی امکانات کا مجموعہ ہے۔ ادائے خیالات اور اظہار جذبات کا ڈھنگ اسلوب ہے پروفیسر منظر عباس نقوی اسلوب کی تشکیل یوں بیان کرتے ہیں:

"ادائے خیالات اور اظہار جذبات کا ڈھنگ، اسلوب کی یہ تعریف نثر وشعر دونوں پر حاوی ہے۔ نثر اور شعر میں فرق یہ ہے کہ نثر سوچے سمجھے خیالات اور نپے تلے بیانات کا پیرائیہ ادا ہے۔"(xxix)

علامتی اور استعاراتی سطح پر ان اقتباسات میں نور، ہدایت، شمع، انقلاب اور روشنی جیسے تصورات بار بار استعمال ہوئے ہیں۔ یہ علامات محض ادبی حسن کے لیے نہیں بلکہ ایک گہری فکری ساخت کی نمائندگی کرتی ہیں، جو سیرتِ نبوی ﷺ کو ایک آفاقی اور ہمہ گیر پیغام کے طور پر پیش کرتی ہیں۔ اس علامتی نظام کے ذریعے سیرت نگاری محض تاریخ نہیں رہتی بلکہ ایک فکری اور تہذیبی استعارہ بن جاتی ہے۔ تشبیہ اظہار میں خوب صورتی پیدا کرتی ہے ڈاکٹر ھاورن الرشید تبسم فنی اسلوب کو واضح کرتے ہیں۔

"تشبیہ ایسا اسلوب اظہار ہے جو شاعری میں خوب صورتی اور چاشنی پیدا کر دیتا ہے۔"(xxx)

مجموعی طور پر انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے اقتباسات کا اسلوبیاتی تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان متون کی ساخت ایک مربوط، کثیر الجہات اور متحرک نظام پر قائم ہے، جس میں لفظی، معنوی، صوتی، نحوی اور بیانی عناصر ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ایک مکمل اسلوبی اکائی تشکیل دیتے ہیں۔ یہی ہم آہنگی ان متون کو محض سیرت نگاری سے بلند کر کے ایک مستقل اسلوبیاتی روایت کی حیثیت عطا کرتی ہے، جو اردو نثر کے فکری و فنی ارتقا میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔

انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے مختلف ادوار (1981ء تا 2011ء) کے منتخب اقتباسات کا تقابلی اسلوبیاتی مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری ایک جامد لسانی روایت نہیں بلکہ مسلسل ارتقائی عمل سے گزرتی ہوئی ایک متحرک اسلوبیاتی تشکیل ہے۔ اس ارتقا میں ہر دور نے اپنے فکری، علمی اور تہذیبی حالات کے مطابق ایک منفرد اسلوبی شناخت پیدا کی ہے، تاہم ان تمام ادوار کے درمیان ایک مشترک قدر تقدیسی اور عقیدتی اسلوب کی مستقل موجودگی ہے جو پوری سیرت نگاری کو ایک وحدت عطا کرتی ہے۔ پروفیسر منظر عباس نقوی اسلوبی آہنگ کی وضاحت کرتے ہیں:

"اسلوب بیان کے تعین میں مصنف، ماحول، موضوع، مقصد اور مخاطب سب ہی کو دخل ہوتا ہے۔"(xxxi)

ابتدائی دور (1981–1990) کے اقتباسات میں اسلوبیاتی اعتبار سے جذباتی، عقیدتی اور تقدیسی رنگ زیادہ غالب نظر آتا ہے۔ اس دور کی تحریروں میں لفظیات نسبتاً روایتی اور مذہبی اسلوب سے قریب ہیں، جہاں حضور اکرم ﷺ کے لیے تعظیمی و توصیفی تراکیب کثرت سے استعمال ہوتی ہیں۔ اس دور کا بیانیہ زیادہ تر خطیبانہ اور تاثراتی نوعیت کا ہے، جس میں مقصد قاری کے قلبی اثر کو ابھارنا زیادہ نمایاں ہے، جبکہ تجزیاتی اور تحقیقی پہلو نسبتاً کمزور دکھائی دیتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ دور اسلوبیاتی طور پر عقیدت محور بیانیہ کی نمائندگی کرتا ہے۔

دوسرے دور (1991–2000) میں اسلوبیاتی ساخت نسبتاً زیادہ متوازن اور متنوع ہو جاتی ہے۔ اس دور کی کتب میں عقیدتی اسلوب کے ساتھ ساتھ استدلالی اور توضیحی انداز بھی نمایاں ہونے لگتا ہے۔ لفظیاتی سطح پر عربی و فارسی تراکیب کے ساتھ ساتھ نسبتاً سادہ اور جدید اردو اسلوب کا امتزاج بڑھ جاتا ہے۔ اس دور میں سیرت نگاری صرف جذباتی بیان تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس میں تاریخی، معاشرتی اور بعض اوقات فکری تجزیے کے عناصر بھی شامل ہونے لگتے ہیں۔ اس طرح یہ دور ایک عبوری (transitional) اسلوبی مرحلے کی نمائندگی کرتا ہے۔ عبارت کی چاشنی مختلف طریقوں سے بڑھائی جاتی ہے عطش درانی اسلوبی تشکیل بیان کرتے ہیں:

"اسلوب میں دلکشی پر زور دیا جاتا ہے۔ عبارت کی چاشنی کو مختلف طریقوں سے بڑھایا جاتا ہے۔"

(xxxii)

تیسرے دور (2001–2010) میں اسلوبیاتی ارتقا زیادہ واضح اور منظم شکل اختیار کرتا ہے۔ اس دور کی تحریروں میں تحقیقی، علمی اور تجزیاتی اسلوب نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ خاص طور پر انسانی حقوق، سفارت کاری، معاشی نظام اور سیرت کے سماجی پہلوؤں پر لکھے گئے اقتباسات میں استدلالی اور analytical انداز غالب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیانی سطح پر تنوع بڑھ جاتا ہے اور قصصی، توضیحی اور فکری اسالیب ایک متوازن صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اس دور میں سیرت نگاری ایک باقاعدہ علمی discourse کی شکل اختیار کرتی ہے جو جدید تحقیقی رجحانات سے ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے۔ اسلوب موضوع کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے ڈاکٹر محمد افضل صفی اسلوبی تفاوت آشکار کرتے ہیں:

"اسلوب موضوع کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے مثلاً علمی، ادبی، تاریخی، سیاسی، مذہبی افسانوی موضوعات
کی مناسبت سے اسلوب مختلف صورتوں میں ڈھلتا رہتا ہے۔ اسلوب کی یکسانی خامیوں میں شمار ہوتی
ہے۔"(xxxiii)

چوتھے دور (2011ء تا حال) کے اقتباسات میں اسلوبیاتی اعتبار سے ایک ہمہ جہت امتزاج سامنے آتا ہے۔ اس دور میں پچھلے تمام ادوار کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسالیب یکجا ہو کر ایک جامع اور مرکب اسلوب تشکیل دیتے ہیں۔ ایک طرف عقیدتی اور تقدیسی اسلوب اپنی موجودگی برقرار رکھتا ہے تو دوسری طرف جدید علمی، تحقیقی اور بین المضامین (interdisciplinary) انداز بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ اس دور میں اسلوب نسبتاً زیادہ سادہ، رواں اور قاری کے لیے قابلِ فہم بنایا گیا ہے، تاہم فکری گہرائی اور تجزیاتی وسعت بھی برقرار ہے۔ یہ دور پاکستانی سیرت نگاری میں مرکب اور متوازن اسلوبیاتی روایت کی علامت ہے۔ ہر زمانے کا ادب اپنے زمانے کے معیار سے پرکھا جاتا ہے۔ پروفیسر عتیق اللہ ارتقائی فرق واضح کرتے ہیں:

> ”ہر زمانے کا ادب اس زمانے کے مزاج اور معیار یعنی معاصرانہ مزاج اور معیار سے پرکھا جاتا ہے اور اسی مزاج اور معیار کے مطابق اسے اہمیت حاصل ہوتی ہے۔“[xxxiv]

اگر ان تمام ادوار کا مجموعی تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری کا اسلوبی ارتقا ایک واضح سمت میں آگے بڑھ رہا ہے۔ ابتدا میں جذباتی اور تقدیسی اسلوب، پھر تدریجی طور پر توضیحی اور استدلالی اسلوب، اور آخر میں ایک جامع، تحقیقی اور متوازن اسلوبی تشکیل۔ تاہم ان تمام تبدیلیوں کے باوجود ایک بنیادی اسلوبی عنصر یعنی حضور اکرم ﷺ سے عقیدت اور تقدیس کا اظہار ہر دور میں مشترک اور غالب حیثیت رکھتا ہے۔

اس تقابلی تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت نہ صرف موضوعاتی اعتبار سے بلکہ اسلوبیاتی سطح پر بھی ایک ارتقائی سفر کی نمائندہ ہیں، جس میں زبان، بیان اور فکر مسلسل ترقی پذیر صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہی ارتقا پاکستانی سیرت نگاری کو ایک زندہ، متحرک اور علمی طور پر قابلِ مطالعہ روایت بناتا ہے۔

اس تحقیقی مطالعے میں انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے منتخب اقتباسات کی روشنی میں اسلوبیاتی ساخت کا تجزیہ کیا گیا۔ مختلف ادوار (1981 تا 2022) پر محیط اس متنی کارپس کے جائزے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری محض تاریخی یا روایتی بیان تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے وقت کے ساتھ ساتھ فکری، لسانی اور اسلوبیاتی سطح پر ایک واضح ارتقائی سفر طے کیا ہے۔ اس تحقیق کے نتائج درج ذیل بنیادی نکات کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

اولاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری میں تقدیسی و عقیدتی اسلوب بنیادی اور غالب رجحان کے طور پر موجود ہے۔ تقریباً تمام متون میں حضور اکرم ﷺ کے لیے تعظیمی و تقدیسی تراکیب، مثلاً رحمت اللعالمین، سرورِ کونین، محسنِ انسانیت اور نورِ مجسم جیسے الفاظ و مرکبات کا استعمال ایک مستقل لسانی روایت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سیرت نگاری میں زبان محض اطلاع کا ذریعہ نہیں بلکہ عقیدت کے اظہار کا وسیلہ بھی ہے۔ اسلوب کا تعلق ادب میں زبان کے استعمال سے ہے پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ اسلوبی نتائج اخذ کرتے ہیں:

> ”اسلوب کا تعلق ادب میں زبان کے استعمال یا ادبی زبان سے ہوتا ہے۔ اسلوبیات میں اسلوب کی تعریف زبان کے حوالے سے کی جاتی ہے۔“[xxxv]

ثانیاً تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سیرت نگاری کے اسالیب میں بیانی تنوع اور اسلوبیاتی وسعت موجود ہے۔ بعض متون میں قصصی اور واقعاتی انداز غالب ہے، بعض میں خطابی اور تاثیری لہجہ نمایاں ہے، جبکہ بعض جدید کتب میں استدلالی، تحقیقی اور تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ یہ تنوع اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری ایک جامد روایت نہیں بلکہ ایک ارتقائی اور متحرک علمی روایت ہے۔

ثالثاً نتائج سے یہ امر سامنے آتا ہے کہ جدید سیرت نگاری میں علمی و سائنسی اسلوب نسبتاً زیادہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ خاص طور پر بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں لکھی جانے والی کتب میں سیرت کو انسانی حقوق، سفارت کاری، سماجی نظم اور نفسیاتی مطالعے کے تناظر میں پیش کرنے کا رجحان بڑھا ہے۔ یہ تبدیلی سیرت نگاری کے دائرۂ اثر کو روایتی مذہبی بیان سے نکال کر بین العلومی سطح تک

لے جاتی ہے۔ادیب کی پہچان اس کے اسلوب سے ہوتی ہے

اعلم شمس اسلوبی نتائج کی توضیح کرتے ہیں:

"ادیب کی پہچان اس کے اسلوب سے ہوتی ہے جس میں اس کی پوری ذات سمائی ہوتی ہے۔"(xxxvi)

رابعاً اسلوبیاتی تجزیے سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ ان متون میں علامتی اور استعاراتی نظام نہایت فعال کردار ادا کرتا ہے۔ نور، روشنی، ہدایت، انقلاب، شمع اور سفر جیسے استعارے نہ صرف بیانی حسن کو بڑھاتے ہیں بلکہ سیرت کے فکری اور روحانی معانی کو بھی گہرا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستانی سیرت نگاری میں جمالیاتی اظہار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ڈاکٹر قاسم یعقوب جامع اسلوبی رائے دیتے ہیں:

"اسلوب کا امتیاز زبان کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے۔"(xxxvii)

خامساً تحقیق یہ ظاہر کرتی ہے کہ لسانی سطح پر اردو نثر کی مختلف جہات ایک ساتھ کارفرما ہیں۔کلاسیکی، نیم کلاسیکی اور جدید سادہ نثر تینوں اسالیب بیک وقت موجود ہیں، جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سیرت نگاری نے اردو زبان کی عمومی اسلوبی ترقی کو بھی متاثر کیا ہے۔

ششماً تقابلی مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مختلف ادوار کے درمیان فکری و اسلوبیاتی ارتقا واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ ابتدائی ادوار میں جذباتی، خطیبانہ اور روایتی اسلوب غالب تھا، جبکہ بعد کے ادوار میں تحقیقی، تجزیاتی اور بین العلومی رجحانات نمایاں ہوئے۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت نہ صرف دینی و فکری اعتبار سے اہم ہیں بلکہ لسانی اور اسلوبیاتی تحقیق کے لیے بھی ایک بھرپور اور متنوع متن فراہم کرتی ہیں۔ یہ کتب اس بات کا ثبوت ہیں کہ سیرت نگاری ایک زندہ، ارتقائی اور ہمہ جہت علمی روایت ہے جو ہر دور میں نئے اسلوبی امکانات کو جنم دیتی رہی ہے۔

اس تحقیقی مطالعے کے نتائج کی روشنی میں انعام یافتہ پاکستانی کتبِ سیرت کے اسلوبیاتی پہلوؤں کے حوالے سے چند اہم سفارشات پیش کی جاتی ہیں، جن کا مقصد نہ صرف آئندہ تحقیق کے دائرہ کار کو وسعت دینا ہے بلکہ سیرت نگاری کے اسلوبیاتی مطالعے کو مزید منظم، جامع اور بین العلومی سطح پر مستحکم بنانا بھی ہے۔ تحقیق کا کام اصل حقیقت کو دریافت کرنا ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی تحقیقی بصیرت کے ساتھ اختتام کرتے ہیں:

"تحقیق کا کام سچ کو جھوٹ سے، صحیح کو غلط سے الگ کر کے اصل حقیقت کو دریافت کرنا ہے۔"(xxxviii)

اولاً یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ آئندہ تحقیق میں پاکستانی سیرت نگاری کے ساتھ ساتھ دیگر مسلم ممالک کی سیرت نگاری کو بھی شامل کیا جائے تاکہ اسلوبیاتی تقابل کا دائرہ مزید وسیع ہو اور یہ واضح ہو سکے کہ مختلف خطوں میں سیرت نگاری کے اسالیب میں کیا مماثلتیں اور اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس سے عالمی سطح پر سیرت نگاری کے اسلوبی رجحانات کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ تحقیق میں اسلوب عالمانہ اور سلیس ہونا چاہیے پروفیسر ڈاکٹر عطش درانی اسلوبیاتی حاصلِ تحقیق بیان کرتے ہیں:

"تحقق میں اسلوب عالمانہ اور بھاری بھر کم ہونے کے ساتھ ساتھ سلیس اور شگفتہ بھی ہو۔"(xxxix)

ثانیاً یہ ضروری ہے کہ اسلوبیاتی تحقیق میں صرف اقتباسات پر انحصار کرنے کے بجائے مکمل متون (Complete Texts) کا بھی تفصیلی مطالعہ کیا جائے تاکہ مصنف کے مجموعی اسلوب، فکری تسلسل اور بیانیاتی ساخت کو زیادہ جامع انداز میں سمجھا جاسکے۔

ثالثاً یہ سفارش کی جاتی ہے کہ سیرت نگاری کے اسلوبیاتی مطالعے میں جدید لسانی نظریات جیسے کہ discourse analysis، critical stylistics اور corpus linguistics کو بھی شامل کیا جائے، تاکہ تحقیق زیادہ سائنسی اور بین الاقوامی معیار کے مطابق ہو سکے۔

رابعاً آئندہ تحقیق میں اس بات پر بھی توجہ دی جائے کہ سیرت نگاری کے مختلف اسالیب (جذباتی، خطیبانہ، تحقیقی، استدلالی اور علامتی) کا الگ الگ تفصیلی مطالعہ کیا جائے تاکہ ہر اسلوب کی ساخت، خصوصیات اور فکری اثرات کو واضح طور پر بیان کیا جاسکے۔ علمی و عقلی مباحث کے ذریعے مدلل نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ڈاکٹر سراج منیر تحقیقی استدلال قائم کرتے ہیں:

"ایسی نثر کا مقصد علمی اور عقلی مباحث کے ذریعہ مدلل نتائج برآمد کرنا ہے۔"[xl]

خامساً یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ سیرت نگاری کے اسلوبیاتی مطالعے کو صرف ادبی دائرے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے سماجیات، ابلاغیات، تاریخ اور مذہبی علوم کے ساتھ جوڑ کر ایک بین العلومی (interdisciplinary) تحقیق کے طور پر آگے بڑھایا جائے۔

ششماً پاکستانی جامعات میں سیرت نگاری اور اسلوبیات پر خصوصی تحقیقی مراکز کے قیام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ اس میدان میں منظم، مسلسل اور معیاری تحقیق کو فروغ دیا جا سکے۔

آخر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر مذکورہ سفارشات پر عمل کیا جائے تو نہ صرف سیرت نگاری کے اسلوبیاتی مطالعے کو نئی جہتیں حاصل ہوں گی بلکہ اردو تحقیق و تنقید کے دائرہ کار میں بھی نمایاں وسعت اور گہرائی پیدا ہو گی۔

حوالہ جات

---

[i] خلیل احمد بیگ، مرزا، تنقید اور اسلوبیاتی تنقید، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، 2005ء، ص32

[ii] عبادت بریلوی، ڈاکٹر، اردو تنقید نگاری، چمن بک ڈپو اردو بازار، دہلی، طبع اول، 1970ء، ص341

[iii] عابد علی عابد، سید، اسلوب، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع اول، 1971ء ص59

[iv] گوپی چند نارنگ، پروفیسر، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور 1991ء، ص15

[v] مرزا خلیل بیگ، ڈاکٹر، زبان اسلوب اور اسلوبیات، ادارہ زبان و اسلوب، علی گڑھ، 1983ء ص137

[vi] شمس الرحمٰن، فاروقی، شعر، غیر شعر اور نثر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، طبع سوم، 2005ء، ص207

[vii] جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، مجلس ترقی ادب، لاہور، جلد 1، ص32

[viii] اقتدار حسین خاں، ڈاکٹر، اردو صرف و نحو، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، 1985ء ص70

[ix] سہیل بخاری، ڈاکٹر، تشریحی لسانیات، فضلی سنز، کراچی، 1998ء ص125

[x] رفعت اختر خاں، ڈاکٹر، اردو تنقید پر عالمی اثرات، انیس کتاب گھر، راجستھان، 2005ء، ص85

[xi] مرزا خلیل احمد بیگ، پروفیسر، ادبی تنقید کے لسانی مضمرات، بک ٹاک، لاہور، 2018ء ص19

[xii] سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، 2010ء ص34

[xiii] سرور ساجد، ڈاکٹر، 1960 کے بعد کی غزل کا اسلوبیاتی مطالعہ، عنبر پبلیکیشن، مین روڈ رانچی، 1994ء ص9

[xiv] جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، جلد دوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع سوم، 1994ء، ص1032

[xv] تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے اُصول، صریر پبلیکیشنز، لاہور، 2020ء، ص9

[xvi] مسعود حسین خاں، اردو لفظ کا صوتیاتی اور تجز صوتیاتی مطالعہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، 1986ء ص10

[xvii] رؤف پاریکھ، لسانیات کے بنیادی مباحث، سٹی بک پوائنٹ، کراچی، 2021ء ص67

[xviii] گیان چند جین، پروفیسر، عام لسانیات، توقی اردو بیورو، نئی دہلی، 1985ء ص77

[xix] انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع سوم، 2012ء، ص18

[xx] سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق منتخب مقالات، اردو اکیڈمی لاہور، 2012ء ص37

[xxi] نبیلہ ازہر، کلام غالب کا لسانی اور اسلوبیاتی مطالعہ، مجلس ترقی ادب، لاہور، 2019ء ص62

(xxii)عقیلہ جاوید،ڈاکٹر،اردو نثر کا اسلوبیاتی مطالعہ، فکشن ہاؤس،لاہور، ص18

(xxiii)سہیل احمد خان،ڈاکٹر، منتخب ادبی اصطلاحات، جی سی یونیورسٹی،لاہور، طبع اول2005ء، ص68

(xxiv)علی رفاد، فتیحی،اسلوبیاتی تنقید،فوٹو لیتھی ورکسس سیماپوری،دہلی،1989ء ص140

(xxv)مسعود حسین، پروفیسر، مقالات مسعود، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی،1989ء ص9

(xxvi)شہناز انجم،ڈاکٹر،ادبی نثر کا ارتقاء،مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،دہلی،اکتوبر1985ء، ص22

(xxvii)یحییٰ نشیط،ڈاکٹر سید، نحویات غالب،ادارہ یادگار غالب، کراچی،2024ء ص8

(xxviii)گوپی چند نارنگ، پروفیسر،ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،1991ء، ص153

(xxix)منظر عباس نقوی، پروفیسر،اسلوبیاتی مطالعے،ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ،1989ء ص9

(xxx)ھارون الرشید تبسم،ڈاکٹر،ادبی اصطلاحات، س ن، ص17

(xxxi)منظر عباس نقوی، پروفیسر،اسلوبیاتی مطالعے،ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ،1989ء ص16

(xxxii)عطش درانی،اسلوب دفتری زبان، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،نومبر1987ء، ص12

(xxxiii)محمد افضل،ڈاکٹر صفی،احمد فراز کی شاعری کا فنی اور اسلوبیاتی مطالعہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد،2003ص31

(xxxiv)عتیق اللہ، پروفیسر، تنقید کی جمالیات، جلد1،بک ٹاک،لاہور،2018ء، ص127

(xxxv)مرزا خلیل احمد بیگ، پروفیسر،ادبی تنقید کے لسانی مضمرات، بک ٹاک،لاہور،2018ء ص130

(xxxvi)اعلم شمس،اردو میں استعاراتی اسلوب کے نمائندہ نثر نگار، کتابی دنیا،دہلی،2014ء، ص19

(xxxvii)قاسم یعقوب،ڈاکٹر،اردو نثر کے اسالیب،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد، ص8

(xxxviii)جمیل جالبی،ڈاکٹر،ادبی تحقیق،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،دہلی،1996ء، ص11

(xxxix)عطش درانی، پروفیسر،ڈاکٹر،لسانی وادبی تحقیق و تدوین، نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد، طبع اول2016ء، ص370

(xl)سراج منیر،ڈاکٹر، شعری و نثری اصناف،فاروق سنز،لاہور، ص219